International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:02, Issue: 02, July-Dec 2022
pp: 101 - 110

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

اتحاد بین المذاہب یا تصور وحدت ادیان: تحدیات وامکانات کا تجزیاتی مطالعہ

Interfaith Unity and the Concept of the Unity of Religions: An Analytical Study of Challenges and Possibilities

Hafiz Muhammad Imran
MPhil, Islamic Studies, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore.
Abdullah Ijaz
MPhil, Islamic Studies, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore.
Hafiz Samama Tahir
MPhil Islamic Studies, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore

Abstract

This analytical study delves into the multifaceted realm of interfaith dialogue and the evolving concept of the unity of religions. Examining the dynamics, objectives, and challenges of interfaith dialogue, it seeks to unravel the ways in which individuals from various religious backgrounds engage in meaningful conversations to promote understanding and harmony. Furthermore, the research explores the emerging concept of the unity of religions, where scholars and practitioners attempt to identify common threads among different faith traditions. By investigating both the theoretical and practical aspects of these endeavors, this study provides insights into the potential for religious pluralism and coexistence in an increasingly diverse world. It contributes to the ongoing discourse on fostering interreligious understanding and cooperation, emphasizing the importance of unity while respecting the distinctiveness of religious traditions.

Keywords: interfaith dialogue, objectives, and challenges.

تعارف موضوع

یہ تجزیاتی مطالعہ بین المذاہب مکالمے کے کثیر جہتی دائرے اور مذاہب کے اتحاد کے ابھرتے ہوئے تصور کو تلاش کرتا ہے۔ بین المذاہب مکالمے کی حرکیات، مقاصد اور چیلنجوں کا جائزہ لیتے ہوئے، یہ ان طریقوں کو کھولنے کی کوشش کرتا ہے جن میں مختلف مذہبی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد افہام و تفہیم اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے با معنی گفتگو کرتے ہیں۔ مزید بر آں، تحقیق مذاہب کے اتحاد کے ابھرتے ہوئے تصور کی کھوج کرتی ہے، جہاں علماء اور ماہرین مختلف

CC BY

عقائد کے درمیان مشترکہ دھاگوں کی نشاندہی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کوششوں کے نظریاتی اور عملی دونوں پہلوؤں کی چھان بین کرتے ہوئے، یہ مطالعہ تیزی سے متنوع دنیا میں مذہبی تکثیریت اور بقائے باہمی کے امکانات کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے۔ یہ مذہبی روایات کے امتیازات کا احترام کرتے ہوئے اتحاد کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے بین المذاہب افہام و تفہیم اور تعاون کو فروغ دینے پر جاری گفتگو میں حصہ ڈالتا ہے۔

وحدت ادیان یا اتحاد بین المذاہب

وحدت ادیان سے اصطلاحی طور پر یہ مراد لیا جاتا ہے کہ تمام مذاہب کا سرچشمہ ایک ہی بزرگ و برتر ذات ہے، جسے مسلمان اللہ، ہندو ایشور اور انگریز گاڈ (God کہتے ہیں۔ مختلف مذاہب میں عبادت الہٰی کے مختلف طریقے پائے جاتے ہیں، اس بنا پر سب ہی انسانوں کو تمام مذاہب کا احترام کرنا چاہیے اور ان کے ماننے والوں سے حسن سلوک اور محبت رکھنی چاہیے۔ یہ بات کہنی درست نہیں ہے کہ آخرت میں نجات کسی ایک مذہب کی پیروی میں منحصر ہے۔ فلسفہ وحدت ادیان کی جتنی بھی تعریفات کی گئی ہیں ان کا مرکزی خیال یہی ہے کہ تمام مذاہب یکساں اور برحق ہیں اور کسی بھی مذہب کی پیروی سے کائنات کے خالق کی رضا اور خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہر مذہب اس دنیا کے مالک حقیقی کی طرف پہنچنے کا ذریعہ ہے، لہذا انسان کوئی بھی مذہب اختیار کرے، وہ جنت کا مستحق ہو گا۔ لہذا کسی ایک مذہب والوں (خصوصاً اہل اسلام) کا اس بات پر اصرار کہ اب تا قیامت نجات کی سبیل صرف ہمارے مذہب ہی میں ہے، یہ (معاذ اللہ) ایک بے جا سختی، تشدد یا انتہاپسندی ہے، جس کا خاتمہ از حد ضروری ہے۔

ڈاکٹر احمد بن عبد الرحمن: وحدت ادیان کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> **هو الاعتقاد بصحة جميع المعتقدات الدينية وصواب جميع العبادات و انها طرق الى غاية واحدةاے**
>
> یہ اعتقاد رکھنا کہ تمام مذاہب درست اور عبادتوں کے تمام طریقے ٹھیک ہیں اور وہ سب ایک ہی منزل تک پہنچانے والے الگ الگ راستے ہیں۔[1]

بسام داؤد عجک کہتے ہیں:

> **قضية وحدة الأديان التي ترى أن الاديان كلها ذات أصول واحدة و متفقة في أهدافها وعقائدها وشرائعها، فلا خلاف في الحقيقة بين الأديان الا في المظاهر و الطقوس والعبادات (2)[2]**

وحدت ادیان کے نظریہ کی بنیاد اس پر ہے کہ تمام ادیان ایک ہی اصول پر قائم ہیں اور وہ اپنے اہداف، عقائد اور شرائع کے معاملے میں یکساں ہیں، ان کی بنیادی حقیقت ایک ہی ہے، بس ان کے ظاہری رسوم ورواج اور عبادت کے طریقے الگ الگ ہیں۔

وائی مسیح کی نظر میں وحدت ادیان کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

There is one religion of the supreme spirit, all othe religions are so many dialects of the same religion of the supreme spirit [3]

مولانا وحید الدین خاں نے اس کی یہ تعریف کی ہے:

"وحدت ادیان ایک مستقل نظریہ ہے۔ اس کے ماننے والوں کا کہنا ہے کہ تمام موجود مذاہب اپنی حقیقت کے اعتبار سے ایک ہیں۔ ان میں جو فرق ہے، وہ اس کے ظاہری فارم ((Form کے اعتبار سے ہے اور یہ فرق اضافی ((Relative ہے، نہ کہ حقیقی ((Real۔ اس نظریے کے مطابق تمام موجود مذاہب سچے ہیں۔ ان میں جس مذہب کو بھی آدمی اختیار کرے، وہ اس کے لیے نجات ((Salvation کا ذریعہ بن جائے گا۔ نجات کسی ایک مذہب کی اجارہ داری نہیں"۔[4]

۴۔ مولانا سلطان احمد اصلاحی وحدت ادیان کی تمام تعریفوں کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: "منزل ایک ہو تو راستوں کے اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تمام مذاہب میں حق وانصاف، انسانوں کی خدمت، انسان دوستی اور انسانی بھائی چارے کی تعلیم دی گئی ہے، اس لیے تمام انسانوں کو تمام مذاہب کا یکساں ادب واحترام ملحوظ رکھنا چاہیے۔ کسی مذہب کے پیروؤں کا یہ احساس کہ حق وصداقت تنہا انہی کے مذہب کے ساتھ ہے اور آخرت کی نجات کے لیے تنہا اس مذہب کی پیروی ضروری ہے، مذہب کے سلسلے میں یہ بے جا تشدد اور سختی کا رویہ ہے، جس سے مختلف مذاہب کے درمیان پر امن بقائے باہم کے عظیم مقصد کو نقصان پہنچتا ہے۔ دانش مندی اور سمجھ داری کا راستہ یہ ہے کہ بے جا مذہبی تشدد کے راستے کو چھوڑ کر تمام مذاہب کا یکساں احترام اور یکساں طور پر ہر ایک کی صداقت وحقانیت کو تسلیم کیا جائے۔ تمام مذاہب کا سرچشمہ ایک ہی بزرگ وبرتر ذات ہے، جسے ناموں کے اختلاف سے خدا، بھگوان اور God پکارا جاتا ہے۔ مختلف مذاہب خدا کی بندگی اور اس کو خوش کرنے کے مختلف ذرائع ہیں۔ تمام مذاہب کا یکساں احترام اور ہر ایک کی یکساں صداقت کو تسلیم کیا جانا ضروری ہے۔ یہ ہے وحدت ادیان کے اس نظریے کا خلاصہ جس کا آج (آزاد ہندوستان میں) ہر جگہ چرچا ہے۔[5]

وحدت ادیان کے اس نظریہ کے متاثرین میں آج ایک کثیر گروہ شامل ہے، جن میں سے اکثریت کا تعلق ہندوستان سے ہے۔ دانش وروں کا ایک قابل لحاظ طبقہ بھی اس فلسفہ کی صداقت وحقانیت کو تسلیم کرتا اور اپنے ذرائع سے اس کی تبلیغ

واشاعت میں سرگرم نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں میں بھی ایسے افراد کی کمی نہیں جو اس نظریہ کو راہ راست سمجھتے ہیں اور اس کے پر عزم داعی ہیں۔

وحدت ادیان کی فلسفیانہ بنیادیں:

فلسفہ مذاہب میں امولیہ رنجن پترانے فلسفیوں کے حوالے سے وحدت ادیان کا نظریہ بیان کیا۔ فلاسفہ میں سے بعض اس بات کے قائل ہیں کہ تمام ادیان چونکہ علت واحد پر مبنی ہیں لہذا مختلف انداز کے ساتھ دین کی اکائی ایک ہی ہے۔

7: وحدت ادیان کی تاریخ، پس منظر اور اسباب

یہ کوئی نیا نظر نہیں ہے اور نہ اس صدی کی پیداوار ہے، بلکہ ایک نظریہ اور آئیڈیالوجی کے طور پر اس کی جڑیں بہت قدیم ہیں، جو حالات اور واقعات کے مطابق اپنا رنگ ڈھنگ تبدیل کر کے نت نئے طریقوں سے سامنے آتی ہیں۔ شیخ بکر بن عبد اللہ بن ابوزید لکھتے ہیں: یہ یہود و نصاری کا نظریہ ہے۔ محض اپنی علامات اور نشانیوں کی بنا پر نیا ہے، ہر جگہ مسلمانوں میں مکمل طور پر اس کی فکر سرایت کر چکی ہے، کیوں کہ اس کے ذریعے کوشش ہے کہ مسلمانوں سے اسلام کی دولت چھین لی جائے، ورنہ فی الحقیقت یہ نظریہ قدیم ہے۔ یہ یہود و نصاری کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہیں۔ ۱۰۔ اگر اس نظریہ کا تاریخی اعتبار سے جائزہ لیا جائے تو اس کے منظر عام پر آنے، عوامی سطح پر پھیلاؤ اور اس کے اثرات کے اعتبار سے اس کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ شیخ بکر بن عبد اللہ اور جناب مقصود الحسن فیضی نے اس کے وجود و ارتقاء کے چار مراحل بیان کیے ہیں

پہلا مرحلہ: عہد نبوی ملالی۔

دوسرا مرحلہ: مابعد زمانہ خیر القرون۔

تیسرا مرحلہ: اوائل چودھویں صدی

چوتھا مرحلہ: عصر حاضر[6]

اس زمانی ترتیب اور اس کے تاریخی ارتقاء کی روشنی میں مختلف گروہوں اور اس فکر کے مؤیدین کے وجود وارتقاء اور پھیلاؤ کا ایک اجمالی ساخاکہ ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

مشرکین مکہ اور یہود و نصاری

اس میں شک نہیں کہ سب سے پہلے مشرکین مکہ نے اسلام قبول کرنے والوں کے ساتھ ظلم وستم اور تشدد کا راستہ اختیار کیا، لیکن جب اس میں کام یاب نہ ہو سکے تو سودے بازی پر اتر آئے اور کچھ لو، کچھ دو کے اصول کو اپنا کر اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔

سورۃ الکافرون کا سبب نزول تمام مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ مشرکین مکہ نے نبی ﷺ کے سامنے یہ پیش کش کی کہ ایک سال ہم آپ کے معبود (اللہ وحدہ لاشریک لہ) کی عبادت کریں اور ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔ ہم حق پر ہوئے تو آپ کو بھی ایک حصہ حق کا مل جائے گا اور ہمیں آپ کے دین حق میں سے ایک حصہ مل جائے گا، وغیرہ۔ اس پر سورۃ الکافرون نازل ہوئی۔[7]

یہود اور نصاری بھی کہا کرتے تھے کہ چاہے یہودیت قبول کرلو، چاہے نصرانیت اختیار کرلو، ہدایت مل جائے گی۔ اس کا رد کیا گیا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وقالوا كونوا هودا أو نصرى تهتدوا قل بل ملة إبراهيم حنيفا وما كان من المشركين[8]

یہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاری بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے۔ تم کہو: بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے اور مشرک نہ تھے۔

وحدۃ الوجود اور غلو پر مبنی صوفیہ کے نظریات

تصوف کے حاملین میں جب غلط افکار نے جڑ پکڑی تو اس کی بنا پر وحدت ادیان کے فتنے نے سر ابھارا اور انھوں نے یہاں تک کہ دیا گیا کہ تمام مذاہب اور عبادت کے تمام طریقوں سے اللہ کی خوش نودی حاصل کی جا سکتی ہے۔ علامہ احسان الہی ظہیر نے نیکلسن کے حوالے سے لکھا ہے: عیسائیت، جدید افلاطونی افکار، بدھ ازم سمیت کئی افکار اور فلسفے ہیں جن کا اسلامی تصوف پر گہرا اثر ہے۔ جس زمانے میں تصوف پروان چڑھا، اس زمانے میں ان تمام مذاہب اور فلسفوں کا غلغلہ تھا، لہذا تصوف پر ان کی گہری چھاپ کا لگنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ بھی اس پر بہت کی دلیلیں شاہد ہیں۔ خلاصہ کلام کے طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ تیسری صدی میں تصوف ایک مسلک کے طور پر سامنے آیا، جو بہت سے افکار اور خیالات کا نتیجہ تھا۔ اس میں اسلامی عقیدہ توحید کے ساتھ ساتھ عیسائیوں کا تصور رہبانیت اور ہندوؤں اور یونانیوں کا فلسفہ بھی شامل تھا۔ ۱۴۔ علم تصوف میں شامل ہونے والے تین نظریات: وحدۃ الوجود، حلول اور اتحاد، آخر میں وحدت ادیان ہی کی طرف رہ نمائی کرتے ہیں۔[9]

بھگتی تحریک

جب مسلمان تاجر ہندوستان میں آئے اور انھوں نے اخلاق و مساوات کا بہترین نمونہ پیش کیا تو ہندوؤں کے ذات پات، چھوت چھات پر قائم معاشرہ کی بنیاد میں ملنے لگیں۔ اس وقت ہندو مفکرین اور مذہبی مصلحین نے اس خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک نیا طریقہ اختیار کیا۔ انھوں نے اسلام کی روح کو مسخ کرنے اور مسلمانوں کی تہذیبی و تمدنی انفرادیت کو ختم کرنے کے لیے ایک نیا فرقہ تشکیل دیا، جو بھگتی تحریک کہلاتا ہے۔ یہ تحریک ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہب کے اتحاد کی ایک مقبول عام کوشش کے طور پر مشہور ہے۔ اس کا سب سے مشہور داعی کبیر ہے، جو ہندو مسلم عقائد کی وحدت کا ایک بڑا علم بردار تھا۔ اس نے دونوں مذاہب کے مشترک عناصر اور باتھی مشابہتوں کا انتخاب کیا اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے فلسفیانہ تصورات و شعائر مذہب کے مابین بہت سی مماثلتیں نکال کر ایک درمیانی راہ کی تعلیم دی۔ وہ کہتا ہے:

ہندو مندر میں جاتے ہیں اور مسلمان مسجد میں، لیکن کبیر اس جگہ جاتا ہے جہاں ہندو اور مسلم دونوں جاتے ہیں۔ دونوں ادیان دو شاخیں ہیں اور ان کے بیچ سے ایک شاخ پھوٹتی ہے جو دونوں سے آگے نکل گئی ہے۔۔۔ اگر تم کہو کہ میں ہندو ہوں تو یہی نہیں اور اگر کہو کہ میں مسلمان ہوں تو یہ بھی صحیح نہیں۔ میں عناصر شمسہ کا وہ مرکب جسم ہوں جہاں وہ غیبی کار فرماہے۔ بالیقین مکہ معظمہ کاشی ہو گیا ہے اور رام رحیم ہو گیا ہے۔'[۱]

کبیر چوں کہ ہندو اور مسلم کو ایک ساتھ خطاب کرتا ہے، اس لیے خدا کے لیے رام، میری گوبند، برہما، سمرتھا، سائیں، اللہ، رحمان، رحیم تمام الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اس کا مشہور قول ہے کہ: 'اہل شعور کا مذہب ایک ہی ہے، خواہ وہ پنڈت ہوں یا شیوخ'۔[10]

اکبر کا دین الہی

مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر کے دور میں اسلام اور ملت اسلامیہ کی انفرادیت کو مٹا کر مذاہب کی مشترک اور مخلوط بنیادوں پر وطنی قومیت اور متحدہ کلچر کو فروغ دیا گیا اور وحدت ادیان کے نعرے سے متاثر اکبر نے اتحاد مذاہب کی نمایاں مثال پیش کی۔ عزیز احمد اس کی فکر کے متعلق لکھتے ہیں: ء کے درمیان اکبر اپنے روحانی تجربات کے نہایت نازک دور سے گزرا۔ ۱۵۸۱ء میں اس نے اپنے دین الہی کا اعلان کیا، جس میں عقل کو مذہب کے سمجھنے کے لیے بنیاد قرار دینے پر زور دیا گیا۔ ۲۲۔ دین الہی کے بنیادی نکات درج ذیل تھے:۔ دس صفات کی تلقین: وسیع القلبی، برے افعال پر صبر اور نرمی کے ساتھ غصہ کو دفع کرنا، زہد و اجتناب، شدید مادی مشاغل سے علیحدگی، تقوی، دین داری، ہوش مندی، شرافت، مہر و محبت، خدا سے لگاؤ، اور خدا طلبی کی آرزو میں روح کی صفائی۔۔ سورج، نور اور نار کے ساتھ غیر معمولی شغف۔ (آفتاب پرستی یعنی

پارسی ۱۵۷۹ء اور ۱۵۸۲ء۔ مذہب کی شمولیت) گوشت خوری سے حتی الوسع اجتناب۔۔ ہندو تہوار دیوالی کے موقع پر گائے کی پرستش۔۔ گنگا جل کو تبرک قرار دینا۔۔ ہندو عورتوں سے شادی اور صلح کل کے نام پر بت پرستوں کو اہل کتاب قرار دینا۔[11]

فری میسن تحریک

فری میسزی یہودیوں کی سب سے بڑی اور خفیہ عالمی تنظیم ہے، اس کے ارکان کا تعلق مختلف مذاہب اور اقوام سے ہوتا ہے، جن کو فری میسن کہا جاتا ہے۔[12]

تنظیم اپنے اثرات اور اسرار کے باعث بہت سے افراد کے لیے ایک معمہ کی حیثیت رکھتی ہے، لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کا ایک مقصد تمام ادیان کو ختم کرکے اس کی جگہ انسانی اخلاقیات کا ایک منشور پیش کرنا ہے، جس کے لیے وقتاً فوقتاً کی جانے والی کوششیں منظر عام پر آتی رہتی ہیں۔ شیخ بکر بن عبد اللہ لکھتے ہیں: ایک عرصہ تک لوگوں کے دلوں میں یہ تباہ کن سازش پوشیدہ رہی۔ وہ اسلام کا برائے نام دعوی کرتے اور دلوں میں کفر والحاد چھپاتے رہے۔ بالآخر اسے ماسونیت (فری میسن) نے اختیار کرلیا۔ یہ یہودی تنظیم ہے، جس کا مقصد الحاد اور اباحیت کی اشاعت تھا۔ اس نے تینوں مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) کی وحدت کی دعوت دی اور اللہ پر ایمان کے معاملے میں مذہبی تعصب ترک کرنے کا نعرہ دیا۔ اس کی نظر دہ سب مؤم ۲ے ہیں اس تنظیم کا ہدف یہ ہے کہ تمام مذاہب کو ختم کرکے یا ان کا چربہ بنا کر ایک مذہب انسانیت تشکیل دیا جائے۔[13]

بابائیت یا بہائیت

وحدت ادیان کا پرچار کرنے والے گروہوں اور تحریکوں میں سے بابیت اور بہائیت بھی ہیں جنھوں نے شریعت اسلامیہ کو منسوخ قرار دیا اور ایک نئی شریعت بنا کر پیش کی گئی۔ اس تحریک کا بانی تو علی محمد باب تھا جس نے ابتدا میں باب (امام مہدی اور لوگوں کے درمیان واسطہ) ہونے کا دعوی کیا، پھر آگے چل کر نبوت کا دعوی کر بیٹھا۔ اس نے ایک نیا قرآن بھی لکھا اور اسلامی شریعت کی منسوخی کا اعلان کیا۔ اس کے بعد اس کا سب سے خاص مرید مرزا حسین علی المعروف بہاؤ اللہ نے نبوت کا اعلان کیا۔ اس طرح بابائیت، بہائیت میں تبدیل ہو گئی۔ بہاؤ اللہ نے جو نیا دین پیش کیا اس کی مندرجہ ذیل پانچ تعلیمات سب سے اہم ہیں:

(۱) وحدت ادیان (۲) وحدت اوطان (۳) وحدت لسان (۴) امن عالم بذریعہ ترک جہاد (۵) مساوات مردوزن[14]

اس کی پہلی تعلیم وحدت ادیان سے متعلق ہے، جس میں اس کا یہی عقیدہ ہے کہ باقی رہنے والی چیز اتحاد واتفاق ہے۔

8:وحدت ادیان شریعت اسلامیہ کی روشنی

شریعت اسلامیہ وحدت ادیان کے نظریہ کو کلیتہ رد کرتی ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اليوم أكملت لكم دينكم و أتممت على كم نعمتي ورضيت لكم الإسلام ديناً [15]

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔ مولانا مودودی اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں: دین کو مکمل کر دینے سے مراد اس کو ایک مستقل نظام فکر و عمل اور ایک ایسا مکمل نظام تہذیب و تمدن بنا دینا ہے جس میں زندگی کے جملہ مسائل کا جواب اصولاً یا تفصیلاً موجود ہو اور ہدایت ورہنمائی حاصل کرنے کے لیے اس سے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے:

ومن يبتغ غير الإسلام دينا فلن يقبل منه [16]

(اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے، اس کا وہ طریقہ ہر گز قبول نہ کیا جائے گا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

إن الذين عند الله الإسلام [17]

بے شک دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

علامہ سیوطی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اسلام اللہ کا وہ دین ہے جسے اس نے مشروع کیا ہے اور اس کے ساتھ اپنے انبیاء کو مبعوث کیا ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں نے اس کی توضیح و تشریح کی ہے۔ اللہ اس کے علاوہ کسی دین کو قبول نہیں کرے گا اور صرف اسی کے مطابق عمل کرنے پر بدلہ دیا جائے گا۔

9:امت مسلمہ کے لیے تدریجی مراحل

چونکہ امت مسلمہ کو دعوت کا فریضہ بھی سونپا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

كنتم خيرا امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر۔[18]

لہذا سب سے پہلے دعوت کا کام انجام دیا جائے

2: دعوت کے خاطر خواہ نتائج نہ نکلیں تو اگلا مرحلہ مکالمہ بین المذاہب کا ہے۔ اور یہ مرحلہ قرآن مجید کی روشنی میں ہی ثابت ہے۔

تعالوا الی کلمه سواء بیننا و بینکم ۔[19]

آو ایسی بات کی طرف جو ہم تم میں مشترک ہے۔

3: مکالمہ بین المذاہب کی حدود میں رہتے ہوئے رواداری کی پالیسی اور برداشت کا مظاہرہ کیا جائے نہ کہ مشترک امور کو بنیاد بنا کر ادیان باطلہ کے ناجائز امور اور ان کے شعار کو اپنایا جائے مثلا ان کے تہواروں میں شرکت ان کی رسومات کی مشابہت اور ان کو اپنانا۔

خلاصہ بحث

اسلام نے جہاں دیگر مذاہب کا احترام کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ان کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہنے کی تلقین کی ہے وہیں پر ان کو احسن انداز میں دعوت کی بھی تلقین دی ہے۔ اگر دعوت کے نتائج و اثرات نہ نکلیں تو مکالمہ بین المذاہب کا راستہ بھی دکھایا اور اس سارے عمل کے دوران اسلام کی مطلق تعلیمات کے مطابق بدی کا جواب نیکی سے دیا جائے گا اور اکراہ و اجبار اور ظلم و زیادتی سے کلی طور پر احتراز کیا جائے گا۔ ان تعلیمات کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ مکالمہ بین المذاہب سے مذاہب کی تعلیمات کا ملغوبہ تیار کر کے اتحاد قائم کرنا مراد نہیں لیا جاسکتا، بلکہ اس سے صرف یہ مراد ہو سکتا ہے کہ مذاہب کے پیروکار مشترکہ مقاصد کے حصول کی خاطر باہم تعاون و رواداری کا مظاہرہ کریں۔ لیکن اگر اس رواداری کا مطلب مذاہب کی تعلیمات کا اتحاد کر کے کوئی نیا عالمی مذہب(Global Religion) بنانا ہے تو ایسا کرنا ہر گز روا نہیں۔ کیوں کہ اگر اسلام لا اکراہ فی الدین کے نقطۂ نظر کا حامل ہے تو اس کے پاس لکم دینکم ولی دین کی تعلیم بھی موجود ہے۔ اگر مقصد یہ ہو کہ اپنے مسلک کے خلاف ہم اپنے اوپر دوسروں کے مسلک کا تسلط برداشت کر لیں گے تو یہ رواداری نہیں، بلکہ فتنہ رواداری ہے۔ ۴۲۔

سفارشات و نگارشات

1: دنیا گلوبل ولیج بن چکی ہے مذاہب کے تصادم سے بچنے کے لیے مکالمہ بین المذاہب از حد ضروری ہے۔

2: مکالمہ سے نفرت کرنا فکری تشدد ہے اور درست نہیں کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جس کی بنیادیں قرآن و حدیث سے مستنبط ہیں

3: مکالمہ کی اہمیت کے ساتھ ساتھ مکالمہ کی حدود قیود بھی سمجھنا ضروری ہے۔ کہیں لاشعوری طور پر ایسا نظریہ نہ بن جائے جس سے اسلام کی انفرادیت ختم ہو جائے۔

4: مکالمہ کے تناظر میں دیگر ادیان کی رسوم و رواج کو اپنانا قطعا درست نہیں اس سے آگاہی ضروری ہے

5: دیگر ادیان کے احترام کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے شعائر کو بھی اپنایا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] ڈاکٹر احمد بن عبد الرحمن، دعوۃ التقریب بین الادیان، دار ابن الجوزی، الریاض، ۱۴۲۱، ۱۰۵/ ۳۳۹

[2] بسام داؤ پیک، الحوار الاسلامی مسیحی، دار الطیبہ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء، ص ۴۱۷،

[3] ([1])Y. Masih, Introduction to Religious Philosophy, P. 359, Motilal Banarsidas Pub., 31 May, 1991.

[4] وحید الدین خان، ماہ نامہ الرسالہ، مضمون: وحدت ادیان کا نظریہ، اکتوبر ۲۰۱۳، نظام الدین ویسٹ مارکیٹ، نیو دہلی پس ۱۰

[5] سلطان احمد اصلاحی، وحدت ادیان کا نظریہ اور اسلام، دار التذکیر، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۱۰

[6] ([1]) ابوزید، بکر بن عبد اللہ، الابطال لنظریۃ الخلط بین دین الاسلام وغیرہ من الادیان، دار العاصمۃ للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۱۷ھ، ص ۲۴۔

[7] ابن جریر طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ئ، ۵۶۷/ ۷، ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العالمیۃ، بیروت ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ئ، ۹/ ۴۷/ ۸، قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القران، مؤسسۃ الرساۃ، بیروت، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶، ۲۲/ ۵۳۳

[8] البقرۃ: 2،135

[9] تاراچند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، مترجم محمد مسعود احمد، مجلس ترقی ادب، لاہور، دسمبر ۱۹۶۴ئ بس ۲۴۵

[10] تاراچند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، مترجم محمد مسعود احمد، مجلس ترقی ادب، لاہور، دسمبر ۱۹۶۴ئ بس ۲۴۵

[11] عزیز احمد برصغیر میں اسلامی کلچر ص: ۲۲۰۔ شیخ محمد اکرام، رود کوثر، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۵ ص ۱۲۳–۱۲۵

[12] ([3]) Mark Stavish, Freemasonry: Rituals, Symbols & History of the Secret Society. Llewellyn Publications Woodbury Minnesot, USA, 2007

[13] جواد رفعت اتلخان، اسرار الماسونی، دار التراث العربی، لیبیا اس۔ ان بس ۲۳

[14] نذیر احمد بھٹی، عبد الرؤف ظفر، بہائیت اور اس کے معتقدات، قرآنک عربک فورم، بہاول پور،

[15] المائدہ، آیت، 3

[16] آل عمران، آیت: ۱۹

[17] آل عمران: ۱۹

[18] آل عمران، 3:64

[19] آل عمران، 110:3